

سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ اس قسم کی تجویز لوگ محنت سے جان چرانے کے لئے کرتے ہیں یہ ضرور ہے کہ بعض اصحاب سمجھتے ہیں کہ کسی ایک فقہ کی روشنی میں قانون کی تدوین کم از کم ان مسائل میں مشکل نہیں ہے جو آجکل کے زمانے کی طرح پہلے زمانے میں بھی موجود تھے۔ لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ کسی ایک فقہ کی رائے جو خاص زمانے کے لئے دی گئی ہو آجکل کے زمانے میں بھی قابل اطلاق ہو۔ بہت سے معاملات ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن میں انہی مسئلوں میں جو پہلے زمانے میں بھی تھے دوسرے ائمہ کی رائے موجودہ زمانے سے کہیں زیادہ مطابقت رکھتی ہو جتنی کہ اس مسلک کے ائمہ کی رائے سے رکھتی ہے جن کے مسلک کی تقلید ملک کی اکثریت کرتی ہے۔ اس لئے یہ رائے مسئلہ کا نہ تو حل ہے اور نہ قابل قبول ہو سکتی ہے۔ میں پھر اس بات کا اعادہ کرونگا کہ باوجود اس کے کہ عوام کو اعتبار حاصل ہے کہ وہ قوانین کے تقاضا کو دور کرنے کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ میں آئیں۔ لیکن باعث افسوس یہ ہے کہ اس سے آج تک کوئی فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ یہی ایک مشکل ہے جو تدوین شریعت کے راستے میں حائل ہے اس کا دور کرنا عمار اور دیگر اداروں کا کام ہے۔

نفاذ شریعت — چند تجاویز

حکیم محمد سعید

قرآن پاک میں اہل ایمان کے فعال کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔
ترجمہ: ”یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم ان کو زمین میں اقتدار عطا کر دیں تو غناز قائم کریں
زکوٰۃ ادا کریں، نیکیوں کا حکم دیں اور بیاہنیوں سے روکیں۔“ (۲۴: ۲۱-۲۲)
دوسری جگہ یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ: ”اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کی ہدایات کے مطابق حکم نہ
کرے تو ایسے ہی لوگ کا فر ہیں۔“

قرآن نے ہمیں یہ شعور بخشا ہے کہ ہماری ذمہ داری صرف انفرادی امور و ایمان تک
محدود نہیں ہے، بلکہ اجتماعی سطح پر نظام عدل کا قیام اور اللہ اور رسول کے احکام کا نفاذ
بھی ہمارے فرائض میں ہے۔ ہمیں اگر زمین پر اقتدار بخشا جاتا ہے تو اس کا مقصد ہی ہوتا
ہے کہ ہم زمین سے فتنہ و فساد کو دور کریں، اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں بلا کسی تذبذب
کے اسلام کے احکام کو عملی طور پر نافذ کر دیں۔

کسی نظام کے قیام کے لئے معاشرے اور سر زمین کی ضرورت ہوتی ہے اور جب یہ دونوں
چیزیں موجود ہوں، اور سیاسی اقتدار بھی حاصل ہو۔ تو ہماری اولین ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ ہم وہ
قوانین نافذ کریں، جو قرآن نے ہمیں بتائے ہیں، اور اس شریعت کے نفاذ سے ایک لمحے کے
لئے بھی غفلت نہ برتیں، جس سے فساد کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اسی شریعت کے نفاذ کے لئے جو غیر کے مسلمانوں نے طویل ترین تاریخی جدوجہد کے
بعد ایک مملکت حاصل کی، آزادی، اور مملکت کے حصول کے پس پردہ جو مختلف عوامل کا
فکر کیا جاتا ہے، درحقیقت ان سارے عوامل کو ہم ایک ہی جامع عنوان کے تحت بیان کر

کہتے ہیں، اور وہ ہے شریعت اسلامیہ کا نفاذ، ہم اپنی زندگی کے کسی شعبے میں کسی آئین و دستور کے محتاج نہ تھے، معاشرے کے اناکارہ فساد کے لئے کسی قانون کی ہمیں ضرورت نہ تھی اہلکے پاس قرآن و سنت کی شکل میں سب کچھ موجود تھا، ضرورت ایک آزاد مملکت اور اس پر سیاسی اقتدار کی تھی، خداوند تعالیٰ نے ہمیں تمکن کی وہ دولت عطا کر دی، اور آج سے ٹھیک چونتیس سال پہلے عین اس شب مبارک کو جب عالم انسانی کو خدا کا آخری اور مکمل آئین و دستور قرآن کی صورت میں عطا تھا، اسی کے نفاذ کے لئے ایک آزاد مملکت بھی پاکستان کے نام سے عطا فرمادی، تشکر و نعمت، اور ازلے و فرغ کا احساس مستقامتی تھا کہ ہم بلا کسی تاخیر و تذبذب کے شریعت نافذ کر دیتے، لیکن لادینی عناصر ہمیشہ سدراہ رہے، سادہ دل عوام کے ذہنوں میں متہد و مشکوک و شبہات اور اس فرض کی بلاتاخیر ادائیگی کے لئے غلط قسم کے جواز پیش کئے گئے۔ عوام نے نفاذ شریعت کے لئے قائم ہونے والی مملکت کے حصول کے لئے جو قربانیاں پیش کی تھیں، انہیں فراموش کرنے کی کوشش کی گئی، مگر الحمد للہ کہ عوام کے دلوں میں اسلامی شعور کی شمع ہمیشہ جلتی رہی اور اس مملکت کو لادینی عناصر کی گرفت سے نجات دلانے کے لئے وہ دلولہ انگیز جدوجہد کرتے رہے۔

آخر پاکستان کے بااختیار لوگوں کو کاسس عوامی مطالبے کی اہمیت کا اچھی طرح احساس ہو گیا اور وہ اس اعتراف پر مجبور ہوئے کہ پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا ہے اس میں کسی غیر اسلامی نظام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہر وہ آواز صدابہ صحرانابت ہر گئی جو قرآن و سنت کے خلاف ہوگی۔

حکومتیں فحی اور گزرتی رہیں۔ اہل اقتدار عروج و زوال کی منزلوں سے گزرتے رہے اور پھر خدا کا شکر ہے کہ وہ وقت بھی آگیا جب عملی طور پر نفاذ شریعت کے لئے باقاعدہ اقدامات شروع کیے گئے اور عوام سے کئے گئے وعدوں کی تکمیل کی جانب تامل و تردد جلی گئی تاخیر کا عذر جو بھی ہو، میسکن ہم اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتے کہ اس سلسلے میں اپنے تقاضے سے ہم نے بیض و کر مسلم سماج کی حوصلہ شکنی بھی کی ہے۔ اس لئے کہ دلوں سے ان کی آنکھیں ہماری طرف لگی ہوئی ہیں۔ ہم اپنی اس مملکت خدا دادی شریعت کا ممکن نفاذ کر کے ان کے لئے شمع راہ

ہیں، اس افسوسناک تذبذب اور تاخیر کی وجہ سے ہم نے اسلام کے دشمنوں کو بھی یہ موقع دیا تھا کہ وہ اپنی گمراہ کن کوششیں جاری رکھیں اور دنیا کو یہ بتاتے رہیں کہ جو ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا وہ ان بھی شریعت کا نفاذ نہ ہو سکا جس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ موجودہ عہد میں شرعی قوانین کا نفاذ ناممکن ہے اور اس کو فوراً باطل و معضیات نامہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا جب کبھی اس قسم کے غرے لگانے جاتیں یا ایسے دعوے کئے جائیں تو عوام کو محض ایک دل خوش کن پردہ پیگنڈہ سمجھنا چاہیے اور اس دام فریب میں نہیں آنا چاہیے۔

اسلام کے ان دشمنوں کی گرفت ان ذہنوں پر بہت مستحکم تھی، جو اگر فیصلوں کے نزلے میں انتظامی عہدوں پر مامور تھے، وہ مسلمان ہونے کے باوجود دین اور اس کے مطالبات سے صرف نا آشنا ہی نہیں تھے، بلکہ بڑی حد تک مساندانہ رویہ رکھتے تھے۔ برطانوی عہد میں ان کی زندگی کا ایک خاص ڈھانچہ بن چکا تھا، انہیں علم تھا کہ شریعت انتظامی مشنری سے کس اخلاق و کردار، اور زندگی کے کس معیار کا تقاضا کرتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالنے کے لئے تیار نہ تھے، اس لئے ایک طویل عرصے تک اسے دفتری مشکلات میں الجھا کر عوام کی ہمت و صبر آزماتے رہے۔

خدا کا شکر ہے کہ پچھلے چند برسوں سے یہ بادل چھٹنے شروع ہو گئے، اس طبقے کے چند افراد اب بھی باقی رہ گئے ہیں، تاہم حکومت اور عوام عزم مصمم رکھتے ہیں کہ وہ اس سلسلے بھی مزید کسی تاخیر و تعاضل سے کام لینے کا گناہ کر کے مملکت کو تباہ نہ کریں گے اور پوری مملکت میں شریعت کا مکمل نفاذ کر کے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے، لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ شریعت کا نفاذ کوئی نیا تجربہ نہیں ہے، بلکہ اس کا عملی تجربہ صدیوں کی تاریخ پر محیط ہے، اس آئینہ تاریخ میں ہمیں صحت طو پر یہ چیز نظر آئے گی کہ شریعت کا نفاذ بہ تدریج ہوا ہے۔ زندگی کی بساط فردی طور پر مکمل الٹ کر نہیں رکھی گئی ہے، بلکہ قوانین کے بعد دیگرے نافذ کئے گئے۔ ساری دنیا نے اسلام کی اولین مرکزی ریاست مدینہ انہی میں بھی قوانین کا نفاذ بتدریج ہوا تھا، اس لئے نفاذ کے طریق میں تدریج تو ضرور ملحوظ رہنی چاہیے، لیکن تدریج غیر فردی تاخیر کا شکار

ہرگز نافذ کردہ قوانین کو غیر موثر بھی بنا سکتی ہے، اور مجبوری طور پر انزالہ فساد کی کوششوں کی ناکامی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں اس سلسلے میں احتیاطی نگاہ رکھنی چاہیے۔

نفاذِ شریعت کے سلسلے میں اب تک جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ لائق ذکر ہیں۔ ان میں شراب کی حرمت، اور سود کے اتناغ کے قوانین کا نفاذ خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ حدود و تعزیمات میں زنا، اور تعذت کے آرڈیننس بھی اہم ہیں، اس طرح انزالہ فساد کے اہم پہلوؤں کی طرف توجہ دی گئی ہے، لیکن دین و شریعت کے مکمل نفاذ کے لئے یہ اقدامات تہید کی حیثیت رکھتے ہیں، پوری اجتماعی زندگی کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے اور اسلامی قوانین مکمل طور پر نافذ کرنے کے لئے ہمیں جن اہم سمتوں میں کام کرنا ہے وہ یہ ہیں۔

اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے یقیناً ہمیں امورائین و قانون کے ماہرین کی ضرورت ہے۔ بد قسمتی سے اب تک قانون کی درسگاہوں سے جو کیسپ نکل رہی ہے، وہ ذہنی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے پوری طرح ہمارے کام کی نہیں، اس لئے ہمیں فوری طور پر قانونی درسگاہوں کے نصابِ تعلیم کی اصلاح ہی نہیں کرنی ہے بلکہ اس کو یکسر منقلب کر دینا ہے، اور اس سلسلے کا اولین اقدام یہ ہونا چاہیے کہ قانونی درسگاہوں میں ضمیمہ تعلیم لازمی طور پر عربی زبان کو قرار دے دیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم اسلامی قوانین کی کتابوں کو اردو میں بھی منتقل کر کے ان قوانین کے علاوہ پیدا کر سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کے سرچشمہ آئین قرآن و سنت کی زبان عربی ہے۔ اس لئے عربی زبان سے واقفیت کے بغیر فقہ اسلامی پر عبور حاصل کرنا مشکل ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ فارسی زبانوں میں ہم عربی زبان و ادب کے لئے مستقل کلاسیں فی الحال کھول دیں، لیکن ہمیں اپنے لازمی مضامین میں ثانوی جماعتوں سے ہی عربی زبان کو بھی شمال کرنا پڑے گا تاکہ لکچراروں میں واقفیت کے لئے آنے والے طلبہ پہلے سے اس زبان سے واقف رہیں۔

قانون کی تعلیم شروع کرنے سے پہلے طلبہ کو قرآن و حدیث کے مطالعے سے دین کا مزاج اور اس کا پورا نظام اچھی طرح سمجھا دیا جائے تاکہ ان پر فقہ سے قرآن و سنت کا تعلق واضح ہو جائے اور عملی زندگی میں شرعی اور فقہی قوانین کے نفاذ یا انطباق میں کوئی الجھن پیش نہ آئے۔ نصابِ تعلیم میں جدید عہد کے اصول قانون کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کا بھی خصوصی طور پر

مطالعہ کرایا جائے ، اور فقہ کے تمام بڑے بڑے مذاہب کی اہم کتابیں پڑھائی جائیں ، اس کے بغیر ان میں زکوٰۃ اسلامی عدالت میں وکیل بننے کی صلاحیت آسکتی ہے ، نہ قضا کی مدت انجام دینے کی اہلیت پیدا ہو سکتی ہے نہ اجتہادی بصیرت حاصل ہو سکتی ہے۔

ایسے ماہرین کی ضرورت اس لئے ہے کہ ہماری ترقی پذیر ریاست میں تعبیر و تیس اور اجتہاد و استحسان کے صحیح طریقے استعمال کر کے قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ اپنے قانونی اصولوں کو سمجھے بغیر زندگی میں پیش آنے والے نئے نئے مسائل پر انطباق دہی لوگ کر سکتے ہیں ، جو ان اوصاف سے بہرہ ور ہوں ،

اصول قانون کے ساتھ ساتھ اپنی فقہ کی مکمل تاریخ کا بھی مطالعہ کرایا جائے ، تاکہ انہیں یہ معلوم ہو سکے کہ اس کا ارتقا کس طرح ہوا ، اور آئندہ کس طریقے پر ہو سکتا ہے فقہ اسلام کے سارے ذخیبے پر ان کی نظر گہری ہونی چاہیے تاکہ اجتہاد سے پہلے دوسرے مذاہب فقہ سے بھی وہ استفادہ کر لیں۔

لاکاجوں کے طلبا کی اخلاقی تربیت پر بھی ہمیں خاص توجہ دینی ہوگی تاکہ ان میں شہرتی اور احساس ذمہ داری پیدا ہو سکے ، یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ امام احمد بن حنبل ، امام ابو یوسف ، امام ابو حنیفہ ، امام مالک اور قاضی شریح کی مستہ پرانہیں بیٹھنا ہے ، اس لئے اخلاق و کردار کی تعمیر اسی پہلے پر ہونی چاہیے۔

عدلیہ کی موجودہ ہیئت ، اور عدالتی نظام میں بھی ہمیں اصلاحات کرنی ہوں گی ، اللہ کے فضل سے کہ اس طرف قدم اٹھ چکا ہے ، لیکن ہمیں یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ وکالت بطور پیشہ اختیار کرنے کی حوصلہ شکنی ضروری ہے ، اس لئے کہ بہت دفعہ اس سے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔ وکلاء کو فیس لینے کی اجازت تو دی جاسکتی ہے ، مگر ان کا اصل کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ مقدمے کو ضابطے کی صورت میں کھدالت میں پیش کرنے کے قابل بنا دیں۔ انصاف حاصل کرنے کے لئے جن اصلاحات کو قانونی طور پر ضروری قرار دے دیا گیا ہے ، حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل غیر قانونی ہیں اس لئے کہ اسلام فیس لے کر انصاف دینا نہیں دیتا۔ بلاشبہ نظریاتی کونسل

مصدرف کار سے، اور شریعت میں بھی وجود میں آچکی ہے، اور یہ بات یقیناً حوصلہ افزا ہے کہ آج ملک میں کسی بھی غیر شرعی قانون یا اقدام، یا عقیدہ و عمل، یا قانون کو چیلنج کرنے کی آزادی دی جا چکی ہے، تاہم عدلیہ کی پوری ہیبت کی تبدیلی اور اسلامی وکالت کے بغیر اس اجازت سے حقیقی فوائد مرتب ہونے کی توقع ابھی نہیں رکھی جاسکتی ہے۔

حکومت نے سود کا خاتمہ کر دیا ہے، مگر بعض صورتوں میں اب بھی معاشرہ مکمل طور پر اس کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکا ہے، اس سلسلے میں جو انقلابی قدم اٹھایا جائے گا اس سے یقیناً بعض دوسرے مسائل مثلاً ان اداروں سے منسک لوگوں کے لئے روزگار وغیرہ کی فراہمی، اور دیگر امور بھی قابل غور آسکتے ہیں، لیکن بہر حال کہہ سکتے ہیں کہ حکومت کے ذرائع نشر و اشاعت، اور وسائل ابلاغ کو غیر اسلامی قوانین سے پاک کرنا، نیز اخلاق اسلامی کا پابند بنانا نفاذ شریعت ہی کی کوششوں کا ایک حصہ ہے، اس لئے ہم اس شبہ کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جدید عہد مواصلاتی مہرت اور سائنسی ترقی کی بناء پر مختلف ممالک سے تعلقات اور روابط کا عہد ہے، یہ تعلقات تجارتی، ثقافتی، علمی اور سیاسی نوعیتوں کے ہو سکتے ہیں۔ ان سارے تعلقات بالخصوص تجارتی اور ثقافتی روابط کی راہیں ہمیں قرآن و سنت کی روشنی میں متعین کرنی ہوں گی۔ آج بھی بین الاقوامی تجارتوں کے بیشتر ضوابط میں خاصی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ تعزیری حدود سے متعلق ہمیں یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ وہ قانون شہادت کے ضوابط پر کام مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اب تک نافذ نہیں کی جاسکتی ہیں، جبکہ شریعت کے نفاذ یہ اہم ترین حصہ ہے۔

انراذ فساد کے لئے تعزیری حدود کے جلد نفاذ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ احتسابی شعبہ بھی قائم ہونا چاہیے اور ثبوت جرم کے بعد عد کے نفاذ میں کوئی تذبذب نہ ہونا چاہیے۔

آج خمر، قمار اور سود کے امتناع، نیز زنا اور قذف کے قوانین کے نفاذ کے باوجود چوری، راہزنی، قتل، جھوٹ، رشوت اور ناجائز کاروبار میں کسی طرح کی کمی نہیں آئی ہے۔

اس لئے کہ ان مفاسد کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کا اب تک پرانا ہی طریقہ رائج ہے۔ پیداواری